اِنَّ الفضل بیدِ اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ :۔ الفضل لاہور

روزنامہ

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

۱۵۱

الفضل لاہور

فی پرچہ ۱ار

بروز ہفتہ ۲۰ شعبان ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۲۴ شہادت ۱۳۳۳ ہش - ۲۴ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۹۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۲۲ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔

کل حضور کی عام طبیعت اچھی رہی۔ مگر ٹمپریچر ۹۹.۲ تک ہو گیا زخم کے مقام پر درد کی شکایت اب نہیں۔ اور نہ ہی پیشاب میں شوگر پائی گئی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ:۔ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ابن حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ قادیان کچھ دنوں سے زیادہ علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

اردن کے ایک گاؤں پر اسرائیلی حملے کے خلاف لبنان کی شکایت میں پاکستان نے بھی شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا

بعض طاقتیں اس جھگڑے کو سلامتی کونسل سے ہٹا کر بین الاقوامی کمیشن کے سپرد کرنے کی کوشش کر رہی ہیں

اقوام متحدہ ۲۳ اپریل۔ لبنان نے اردن کے ایک گاؤں نحلین پر یہودیوں کے حملہ کے سلسلہ میں سلامتی کونسل میں جو شکایت پیش کی تھی۔ پاکستان نے بھی اس کی حمایت کرنے اور شکایت میں شریک ہونے کا اعلان کیا ہے۔ یہ حملہ پچھلے ماہ کی اٹھائیس اور انتیس تاریخ کی درمیانی رات کو کیا گیا تھا۔ اس میں اردن کے ۹ آدمی مارے گئے تھے۔ اردن کے الزامات اور اسرائیل کے جوابی الزامات پر غور کرنے کے لئے کل جب سلامتی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ تو پاکستان نے سرکاری طور پر اپنے اس فیصلہ سے کونسل کو مطلع کر دیا۔ لبنان کے نمائندہ ڈاکٹر چارلس ملک نے اپنی تقریر میں برازیل کے پیش کردہ مصالحتی فارمولا پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اردن کی درخواست پر علیحدہ غور کیا جائے۔ برازیل کے مصالحتی فارمولا میں کہا گیا تھا۔ کہ اردن اور اسرائیل کی شکایتوں پر ایک ساتھ غور کیا جائے۔ اور اس کے بعد صورت حال پر عام بحث کی جائے۔ ادھر قاہرہ سے ایک خبر رساں ایجنسی نے خبر دی ہے۔ کہ حکومت اردن کو اپنے سفیر مقیم واشنگٹن کی ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ اسرائیل کے خلاف اردن کی شکایت کا سلامتی کونسل میں کیا ہوا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بعض طاقتیں کوشش کر رہی ہیں۔ کہ اس جھگڑے کو سلامتی کونسل سے ہٹا کر ایک بین الاقوامی کمیشن کے سپرد کر دیا جائے۔ بڑی طاقتیں یہ کوشش بھی کر رہی ہیں۔ کہ اس جھگڑے میں روس اپنا حق استرداد استعمال کرنے نہ پائے۔

روس کی مغربی طاقتوں سے درخواست

ماسکو ۲۳ اپریل۔ روس نے برطانیہ۔ فرانس اور امریکہ کو باضابطہ طور پر یہ درخواست پیش کر دی ہے۔ کہ کمیونسٹ چین کو بھی جنیوا کانفرنس کے داعیوں میں شریک کیا جائے۔ ادھر شمالی کوریا کا جو وفد جنرل نام ال کی سرکردگی میں جنیوا کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوا تھا۔ وہ ماسکو پہنچ گیا ہے مغربی طاقتوں نے روس کا یہ مطالبہ رد کر دیا

رنگون ۲۳ اپریل برما کے وزیر خارجہ ماسکو روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ روسی دارالحکومت میں ایک ہفتہ ٹھیریں گے۔

پنجاب میں سات لاکھ ایکڑ زمین کاشتکاروں کو پٹہ پر دی جائیگی

لاہور ۲۳ اپریل۔ حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ٹیوب ویل اور رہٹ لگانے کے لئے سات لاکھ ایکڑ زمین پٹہ پر دی جائے۔ آج ایک پریس کانفرنس میں پنجاب کے وزیر مال نواب مظفر علی قزلباش نے اس سکیم کی تفصیلات کا اعلان کیا۔ آپ نے کہا۔ حکومت تین ہزار تین سو ٹکڑے زمین ٹیوب ویل لگانے کے لئے فی خاندان چھ چھ مربع زمین دیگی نیز سات ہزار سات سو ٹکڑے زمین رہٹ لگانے کے لئے فی خاندان ایک ایک مربع زمین دیگی۔

مسٹر اے کے فضل الحق کی کراچی میں آمد

ڈھاکہ ۲۳ اپریل مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر اے۔ کے فضل الحق اپنے تین ساتھی وزراء کے ساتھ آج تیسرے پہر ڈھاکہ سے کراچی روانہ ہو گئے۔ آپ سعودی عرب ایرلائنز کے ایک جہاز میں سفر کر رہے ہیں۔ جو شاہ نے اسی غرض کے لئے ڈھاکہ بھیجا تھا۔ عوامی لیگ کے لیڈر مسٹر حسین سہروردی اور کرشک سرمک پارٹی کے سکرٹری مسٹر یوسف علی

چاٹگانگ میں طوفان کا پتہ چلانے کیلئے ایک عظیم سٹیشن قائم کرنے کا منصوبہ

چاٹگانگ ۲۳ اپریل۔ اس سال چاٹگانگ میں فنی امداد کے تحت طوفان کا پتہ چلانے کے لئے محکمہ موسمیات اقوام متحدہ کے تعلیمی۔ سائنسی اور ثقافتی ادارہ کی مدد سے ایک سٹیشن قائم کریگا۔ اس سٹیشن میں وہ طریقہ استعمال کیا جائیگا۔ جو زلزلہ پیمائی کے ایک امریکی ماہر نے تیار کیا تھا۔ اور جو دوسری جنگ عظیم میں بہت کامیاب ثابت ہوا تھا۔ فنی امداد کے مشن کے لیڈر نے بتایا ہے۔ کہ اس امریکی طریقے سے بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس سے طوفان کی آمد کا دنوں پہلے پتہ چل جاتا ہے۔

آسٹریلیا کے روسی سفارت خانے کے افسروں کو ماسکو جانے کی اجازت نہیں ملی

سڈنی ۲۳ اپریل۔ سڈنی کی ایک خبر میں بتلایا گیا ہے۔ کہ حکومت آسٹریلیا نے روسی سفارت خانے کے حکام کو مطلع کیا ہے۔ کہ چونکہ یورپ جانے والے لوگوں نے ہوائی جہازوں میں پہلے سے اپنی جگہیں محفوظ کرا لی ہیں۔ اس لئے روسی سفارت خانے کے افسروں کی روانگی میں دیر ہو جائیگی۔ یاد رہے کہ حکومت آسٹریلیا ملک میں روسی جاسوسوں کی موجودگی کی تحقیقات کرانے والی ہے۔ روسی افسران یہ تحقیقات شروع ہونے سے پہلے ہی ماسکو جانا چاہتے تھے۔ خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ چونکہ محفوظ جگہوں کی منسوخی کا امکان نہیں ہے۔ اس لئے روسی افسران ماسکو نہیں جا سکیں گے۔

شاہ سعود آج سعودی عرب روانہ ہو رہے ہیں

کراچی ۲۳ اپریل۔ شاہ سعود نے جو کل لاہور سے کراچی پہنچے تھے۔ آج آرام کیا۔ کل میونسپل کارپوریشن ایک خاص تقریب میں آپ کو کراچی کی شہریت کے حقوق پیش کرے گی۔ اس کے بعد کراچی یونیورسٹی آپ کو ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری دے گی۔ اسی روز پاکستان کا دس روزہ دورہ ختم کر کے شام کے پانچ بجے آپ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز سعودی عرب روانہ ہو جائیں گے۔

سندھ میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنانے کے لئے عظیم الشان سکیم

حیدرآباد سندھ۔ ۲۳ اپریل۔ سندھ میں سابق فوجیوں کے چھ سو خاندانوں کو مکھی ڈھنڈ کے علاقہ میں اڑتیس ایکڑ میں بسایا گیا ہے۔ حروں کو بھی جنہیں پر امن شہری قرار دیا گیا ہے۔ اس علاقہ میں زمین دی جائے گی۔ جو زمین مالکانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے لے لی گئی ہے۔ یا ضبط کر لی گئی ہے۔ وہ بھی واپس کر دی جائے گی نیز حکومت سندھ نے ایک کروڑ روپیہ کے صرفہ سے ڈیڑھ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنانے کی ایک سکیم تیار کی ہے۔ جس کے لئے بیرونی امداد کے محکمہ سے بھی سمجھوتہ کیا گیا ہے۔ سمجھوتہ کے تحت پانچ لاکھ ڈالر کا سامان مفت ملے گا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الفضل پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کے متعلق بعض ضروری باتیں

عن ابی ھریرۃ ان رجلاً دخل المسجد فصلی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فی ناحیۃٍ من المسجد فجاء فسلم فقال وعلیک فارجع فصلّ فانّک لم تصلّ فرجع فصلّی ثم جاء فسلّم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال وعلیک فارجع فصل فانک لم تصل بعد قال فی الثالثۃ فعلمنی یا رسول اللہ - قال اذا قمت الی الصلوۃ فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القراٰن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تطمئن قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع رأسک حتی تستوی قاعداً ثم افعل فی صلوٰتک کلھا. (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا۔ اور اس نے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ پھر وہ شخص آیا اور اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا واپس جاکر پھر نماز پڑھو۔ تم نے نماز ادا نہیں کی۔ پس وہ واپس ہوا اور پھر نماز پڑھ کر آیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا اور پھر فرمایا پھر واپس جاؤ اور نماز پڑھو تم نے ابھی نماز ادا نہیں کی۔ اس نے تیسری بار کہا یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو نماز کی نیت سے کھڑا ہو۔ تو پورا وضو کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔ اور تکبیر کہو۔ پھر قرآن کا ایک حصہ جو میسّر ہو وہ پڑھو۔ پھر رکوع کر۔ یہاں تک کہ تو اطمینان سے رکوع کرے۔ پھر کھڑا ہو۔ اطمینان سے کھڑا ہونا۔ پھر سجدہ کر۔ اطمینان سے سجدہ کرنا۔ پھر اپنے سر کو سجدہ سے اٹھاؤ یہاں تک کہ تو سیدھا ہو کر بیٹھ جائے۔ اسی طرح باقی اپنی نماز کو ادا کرو۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فرمودہ ارشاد

جماعت احمدیہ کیلئے سال رواں کا پروگرام

(۱) ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتے۔ معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے"۔

(۲) جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا۔ عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے۔ ... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے"۔

(۳) ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے۔ وہ اس کا ½ فیصدی زیادہ بوئے اور اس کی آمدنی تحریک جدید میں دے"۔

(۴) ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے۔ اور اس سے جو آمد ہو وہ اشاعت اسلام کے لئے دے"۔ یہ پروگرام میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے۔ ... سلسلہ کے لئے جس جگہ جائیں وہ لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں اور لوگوں سے سو فیصدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں اور جماعت کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ داری سے کام لیں۔ اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں ÷

خریداران الفضل متوجہ ہوں

(۱) پیشگی قیمت آنے پر ہی پرچہ جاری کیا جاتا ہے (۲) قیمت موجود ہو تو پرچہ جاری رکھا جاتا ہے۔ (۳) قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں (۴) وی۔ پی کی انتظار نہ کیا کریں۔ رقم دیر سے وصول ہوتی ہے۔ اور خرچ بھی زائد پڑ جاتا ہے (۵) قیمت اخبار سالانہ ۱۲ روپے ہے۔ ششماہی سات روپیہ سہ ماہی ساڑھے تین روپیہ (۶) خطبہ نمبر کی قیمت ۲ روپیہ سالانہ ہے۔ (مینیجر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ترقیات کی دو راہیں

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک دوسرا جذب۔ سلوک وہ ہے۔ جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (پارہ ۳) یعنی اگر تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ تو رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں۔ جنہوں نے وہ مصائب اٹھائیں۔ کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی۔ ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے۔ جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پوری جدوجہد سے کریں۔ متبع وہی ہے جو سب طرح پیروی کرے گا سہل انگار اور سخت گزار کو اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو خدا تعالےٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا۔ تو سالک کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اول رسول اکرمؐ کی کمل تاریخ دیکھے۔ اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں۔ ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہو جاتا ہے ÷

دور اول کا کہاں کہاں سے وعدہ کیا تھا؟

دور اول کے ہر مجاہد کے لئے اعلان دیا جا رہا ہے کہ وہ اس بات کی تسلی کرے کہ اس کا نام انیس سالہ فہرست میں لکھا گیا ہے۔ تاکہ کتاب میں شائع ہو سکے۔ بعض احباب یہ تو لکھتے ہیں کہ انیس سالہ حساب فوراً بھجوا دیا جائے۔ مگر یہ نہیں لکھتے کہ پہلے دسویں سال کا چندہ کہاں سے ادا کیا تھا۔ اور اس کے بعد گیارھویں سال سے انیس سال تک کہاں کہاں سے وعدے کرتے رہے ہیں تا حساب بنانے میں آسانی ہو۔ اس وجہ سے بعض کے جواب میں دیر ہو جاتی ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ انیس سالہ حساب ضرور دریافت کریں۔ لیکن ساتھ ہی دسویں سال کا وعدہ کہاں سے کیا اور اس کے بعد کے وعدے کہاں کہاں سے کئے تھے۔ یہ تشریح بھی فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

کنری سندھ میں آباد ہونے کا موقعہ

سندھ میں سلسلہ کی زمینوں کے قریب ایک نیا قصبہ جس کی جلد تر ترقی کے وسیع و روشن امکانات ہیں کنری ہے۔ ایسے دوست جو نجاری۔ آہنگری زرگری یا کسی دوسرے پیشہ سے واقف ہوں یا دوکانداری میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور سندھ میں آباد ہونا چاہتے ہوں۔ انہیں کنری میں آباد ہونے کے موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہاں پر پیشوں اور تجارتوں میں شہر کے بڑھنے کے ساتھ ضرور خاصی ترقی ہوگی۔ اور اب سے وہاں رہائش اختیار کر لینے والے فائدہ میں رہینگے یہ دفتر معلومات وغیرہ کے حصول میں دوستوں سے ہر ممکن تعاون کرے گا۔

(خاکسار مشتاق احمد باجوہ وکیل الزراعت)

خدام احساس ذمہ واری کے معیار کو بلند کریں

وقت اور حالات کے مطابق اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ روحانی تغیرات کے لئے بڑی جدوجہد اور غیر معمولی محنت درکار ہے۔ ذکر و فکر سے اپنے اندر ایک غیر معمولی کام کرنے کی روح اور طاقت پیدا کریں۔ احساس ذمہ داری کا معیار اس قدر بلند ہو کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی خارجی تحریک یا سہارے کی احتیاج نہ رہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کے دوسرے دن کی کارروائی کی مختصر روداد

قربانی۔ ایثار اور اسلام سے محبت کا شاندار مظاہرہ۔ چندۂ خاص کی ایک تحریک

صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے میزانیوں کی منظوری۔ بعض دیگر اہم فیصلے

دوسرے دن کا پہلا اجلاس

ربوہ ۱۷ اپریل۔ جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس آج صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت طبع کی وجہ سے حضور کی ہدایت کے مطابق چیئرمین کے فرائض جناب مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب نے سرانجام دیئے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودھا نے کی۔ تلاوت کے بعد صاحب صدر نے مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔

زاں بعد سب سے پہلے مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے ان فیصلہ جات کی تعمیل کی رپورٹ پیش فرمائی۔ جو گذشتہ سال مجلس مشاورت میں ہوئے تھے۔ پھر مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے سال رواں میں اضافہ ہائے بجٹ کی تفصیل پڑھ کر سنائی۔

چندہ خاص کی ایک تحریک

اس کے بعد مکرم چودھری عبداللہ خاں صاحب کراچی نے سب کمیٹی بیت المال کی رپورٹ پیش فرمائی۔ اور مجلس نے اس پر غور و خوض شروع کیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مجلس نے ایک چندۂ خاص کی اس تحریک کو متفقہ طور پر منظور کیا۔ جس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ:۔

آئندہ تین سال کے لئے ہر موصی اپنے چندہ میں دو پیسے فی روپیہ اور غیر موصی ایک پیسہ فی روپیہ ایزادی کرے۔ یہ زیادتی لازمی ہو اختیاری نہ ہو۔ تین سال گذرنے کے بعد اس پر پھر غور کیا جائے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو ایک یا دو سال کے لئے اسے مزید جاری رکھا جائے۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل نمائندگان نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:۔

مکرم چودھری اسد اللہ خاں صاحب لاہور۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب لاہور۔ جلال الدین صاحب قمر واہ کینٹ۔ ملک احسان اللہ صاحب لاہور۔ محمود احمد صاحب ناصر راولپنڈی۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجرات۔ میاں عطاء اللہ صاحب راولپنڈی۔ ڈاکٹر مولا بخش صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں۔ ملک کرم الٰہی صاحب کوئٹہ۔ ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب پشاور۔ مولوی محمد احمد صاحب جلیل ربوہ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کراچی۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب فائدآباد۔ اور مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ۔

قربانی اور اخلاص کا ایمان افروز منظر

مکرم میاں غلام محمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس چندے کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے تحریک فرمائی۔ کہ ہمیں اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دیتے ہوئے کم از کم پچاس ہزار روپیہ نقد یا وعدوں کی صورت میں فوری طور پر اسی وقت پیش کر دینا چاہیئے۔ نمائندگان نے اس تحریک کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ اور فوراً اپنی اور اپنی جماعتوں کی طرف سے نقد یا وعدہ کی صورت میں اپنا چندہ لکھوانا شروع کر دیا۔

یہ ایک نہایت ایمان افروز منظر تھا جبکہ تمام احباب فاستبقوا الخیرات کے ارشاد خداوندی کے مطابق ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس نیک تحریک میں حصہ لے رہے تھے۔ چنانچہ ایک نہایت قلیل وقت میں نہ صرف یہ کہ چندہ کی مطلوبہ رقم پوری ہو گئی۔ بلکہ یہ رقم (نقد اور وعدوں کو ملا کر) ساٹھ ہزار روپے سے بھی تجاوز کر گئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

ایک بج کر بیس منٹ پر اجلاس کھانے اور نماز ظہر و عصر کے لئے ملتوی ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس تین بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ اس میں بجٹ صدر انجمن احمدیہ کے متعلق سب کمیٹی کی مختلف سفارشات پر غور کیا گیا۔ اور متفقہ طور پر یا کثرت رائے سے متعدد فیصلے کئے گئے۔ جنہیں منظوری کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور حضور نے ان میں سے اکثر کو منظور فرما لیا۔ اس بحث میں مندرجہ ذیل نمائندگان نے حصہ لیا:۔

ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب پشاور۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب فائدآباد۔ میاں عبدالرحیم صاحب پراچہ ملتان۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور۔ میاں عبدالسلام صاحب عمر سندھ۔

بعض فیصلے

بعض فیصلے جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی منظور فرمایا۔ درج ذیل ہیں:۔

(۱) آمد و خرچ کو متوازن کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کی آمد میں بارہ ہزار روپیہ کی کمی کی جائے۔ اور خرچ میں صدر انجمن کا ہر ادارہ معین طور پر ۵ فی صدی کی کمی کر کے اسکی منظوری محاسبہ کمیٹی سے لے۔ اختلاف کی صورت میں نظارت علیا فیصلہ کرے۔

(۲) ناظروں کے لئے نئے امیدوار ٹرینڈ کرنے کی غرض سے دو نئی آسامیاں منظور کی جائیں۔ لیکن کوشش کی جائے۔ کہ موجودہ نائب ناظروں میں سے جو آسامیاں خالی ہیں۔ ان میں سے فی الحال دو آسامیاں پُر نہ کی جائیں۔ تاکہ اسی وقت سلسلہ پر مزید بار نہ پڑے۔

(۳) تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اخراجات کو کم کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو سکول کے آمد و خرچ کا جائزہ لے۔ اسی طرح تعلیم الاسلام کالج لاہور کے آمد و خرچ کا جائزہ لینے کے لئے بھی ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ کی گرانٹ پندرہ سو سے بڑھا کر کم از کم پچیس سو کر دی جائے۔ لیکن اس ضمن میں بھی اخراجات میں پانچ فی صدی کمی کرنے کے فیصلہ کو بہر صورت مدنظر رکھا جائے۔

(۴) بجٹ صدر انجمن احمدیہ میں اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کی جو ایک اسامی تخفیف میں لائی گئی ہے۔ اسے بحال کیا جائے۔

(۵) نور ہسپتال ربوہ میں ایک ماہر سرجن کی اسامی رکھی جائے۔ جس کے لئے ۲۵۰-۳۰-۸۰۰ کا گریڈ ہو۔ اسے پرائیویٹ پریکٹس کی بھی اجازت ہو۔ البتہ اپریشن فیس میں سے بیس فی صدی وہ ہسپتال کے فنڈ میں دے۔ اسی طرح ایک ماہر فزیشن کی اسامی بھی نور ہسپتال کے لئے رکھنے کا فیصلہ ہوا۔

صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے بجٹ

مجلس نے مجموعی طور پر آئندہ سال کے لئے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ ۱۴۵۶۳۷۶ روپے آمد اور اتنے ہی خرچ کا منظور کیا۔ مگر اس میں آخری نظرثانی کی گنجائش رکھی گئی۔ اس کے بعد نمائندگان نے تحریک جدید کے میزانیہ پر غور کیا۔ اور سب کمیٹی کی سفارشات میں سے بعض کو ترامیم کے ساتھ اور بعض کو اصل صورت میں متفقہ طور پر یا کثرت رائے سے قبول کر کے آخری منظوری کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ تحریک جدید کا جو میزانیہ مجلس نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ وہ ۱۳۶۷۹۶۱ روپیہ خرچ اور اتنی ہی آمد پر مشتمل ہے۔

بعض اور تجاویز

مجلس شوریٰ نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے بجٹ منظور کرنے کے علاوہ بعض اور تجاویز پر بھی غور کیا۔ مثلاً اس نے نظارت بہشتی مقبرہ کی یہ دونوں تجاویز منظور کر لیں۔ کہ

(۱) جس موصی کی وصیت اس کی درخواست کی بناء پر منسوخ ہو۔ اور وہ بعد میں کسی وقت اپنی وصیت بحال کرانا چاہے۔ تو اس کی وصیت اس وقت تک بحال نہ کی جائے گی۔ جب تک وہ اپنا تمام بقایا تا تاریخ بحالی حصہ وصیت ادا نہ کرے۔ اور اگر وہ نئی وصیت کرے۔ تو اس صورت میں بھی اگر پہلی وصیت کا کوئی بقایا اس کے ذمہ ہے۔ جب تک وہ ادا نہ کرے۔ نئی وصیت منظور نہ کی جائے گی۔

(۲) جس شخص کی وصیت بقایا کی وجہ سے منسوخ ہو جائے۔ جب تک وہ سارا بقایا ادا نہ کرے۔ اس کی وصیت بحال نہ کی جائیگی۔

شوریٰ نے تحریک جدید کی طرف سے پیش کردہ مسودہ قواعد وقف کے متعلق فیصلہ کیا۔ کہ چونکہ یہ قواعد نہایت اہم ہیں۔ اور ان پر خاطر خواہ غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے اس سال یہ مسودہ غور کے لئے پیش نہ کیا جائے۔ بعد ازاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسودہ کو بعض اہم خامیوں کی بناء پر مسترد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

(خورشید احمد)

درخواست دعا

عزیز احمد صاحب ابن حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

براہ راست اقدام کا الٹی میٹم شہری بغاوت کی دھمکی سے کم حیثیت نہیں رکھتا تھا

کوئی حکومت بھی ایسی دھمکی کو تشویش کی نگاہ کے بغیر نہیں دیکھ سکتی تاوقتیکہ وہ ہتھیار ڈالنے یا دستبردار ہونے پر رضامند نہ ہو جائے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جماعتوں اور فریقوں کے طرز عمل کا جائزہ اور ذمہ داری کا تعیّن!

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے جو چیف جسٹس محمد منیر اور مسٹر جسٹس کیانی پر مشتمل تھی۔ فسادات کی اصل ذمہ داری آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کراچی آل مسلم پارٹیز کنونشن لاہور اور ان مذہبی تنظیموں پر عائد کی ہے۔ جن کے نمائندے ان کنونشنوں میں شامل تھے۔ تحقیقاتی عدالت نے مجلس عمل کے اس استدلال کو مسترد کر دیا ہے کہ مجلس عمل کے "براہ راست اقدام" سے مراد یہ تھی کہ بے صبر اور بد امن اور غیر آئینی طریقے پر عام بے اطمینانی کا اظہار کیا جائے۔ عدالت نے رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ براہ راست اقدام کی دھمکی آئین کی رو سے قائم شدہ اتھارٹی کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ اور کوئی حکومت بھی جو حکومت کہلانے کی حقدار ہو۔ ایسے خطرے کو بغیر تشویش کے نہیں دیکھ سکتی تاوقتیکہ وہ اپنے آپ کو اس خطرے کے مقابلے کا اہل نہ پاتی ہو۔ اور وہ ہتھیار ڈالنے یا اقتدار سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہ ہو جائے۔

عدالت نے یہ بھی لکھا ہے کہ براہ راست اقدام کا الٹی میٹم شہری بغاوت کی دھمکی سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔ رپورٹ میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے ارکان کو بھی جو مجلس عمل کی تشکیل میں فریق تھے۔ کنونشن کے دوسرے ممبران کی طرح فسادات کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

. . . . اور حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ایک شخص حکومت کی ملازمت میں بھی رہے سرکاری خزانہ سے نقد تنخواہ بھی وصول کرے اور ایک ایسی تحریک میں بھی شامل ہو جو اسی حکومت کے خلاف بغاوت سے کم نہ ہو۔

ذیل میں رپورٹ کے پانچویں یعنی ذمہ داری والے حصے کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔

فسادات کے اسباب بیان کرنے کے بعد اب ہم یہ طے کریں گے کہ ان کا ذمہ دار کون تھا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ عدالت کی کارروائی میں حصہ لینے والے فریقوں کے نظریات بیان کئے جائیں جو انہوں نے پیش کئے ہیں۔

حکومت پنجاب اور لیگ

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلے میں حکومت پنجاب اور مسلم لیگ کی کوئی رائے نہیں ہے۔ حکومت پنجاب نے صرف چند سطروں کے ایک تحریری بیان پر اکتفا کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے چونکہ اس معاملے کی کوئی تحقیقات نہیں کی ہے۔ اور پورے معاملے کی تحقیقات کے لئے ایک تحقیقاتی عدالت مقرر کر دی گئی ہے اس لئے اس کا کوئی نظریہ نہیں ہے۔ جو تحقیقاتی عدالت میں پیش کیا جائے۔ لیکن عدالت کو جس مواد کی ضرورت ہوگی۔ اسے پیش کر کے وہ اس کی اعانت کرے گی۔ مسٹر فضل الٰہی نے بغرض صورتحال کی حیثیت سے عدالت میں جو دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جو شہادت پیش کی گئی ہے۔ اس کی بنا پر یہ رائے قائم کی جانی چاہیئے کہ وزارت پنجاب اور مسلم لیگ فسادات کے ذمہ دار ثابت ہوتے ہیں مسلم لیگ نے عدالت کی اطلاع کے لئے صرف ان قراردادوں کی نقلیں بھیجنے پر اکتفا کی ہے۔ جو اس نے منظور کی تھیں۔ لیکن اس نے یہ رائے نہیں ظاہر کی۔ کہ فسادات کے اسباب کیا تھے یا کون افراد یا پارٹیاں اس کے ذمہ دار تھے۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے بیان میں فسادات کی ذمہ داری احرار، جماعت اسلامی، علماء اور صوبائی اور مرکزی حکومتوں پر عائد کی گئی ہے۔ انجمن نے احرار پر الزام لگایا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی کھوئی ہوئی حیثیت دوبارہ حاصل کرنے اور عوام کی نظروں میں اپنا وقار بحال کرنے کیلئے ایک مذہبی مسئلہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ ایسی ہی اغراض جماعت اسلامی سے منسوب کی جاتی ہیں۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ پاکستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے پر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اس لئے زور دیا تھا۔ کہ وہ ریاست میں نمایاں ترین جگہ حاصل کر لیں۔ اور اسی پس پردہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جماعت اسلامی نے احرار اور دوسرے علماء کے ساتھ اشتراک مقصد کیا تھا۔ اس بات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کے مستقبل کے آئین کے سلسلہ میں جماعت اسلامی کے آٹھ مطالبات میں نویں مطالبے کا اضافہ جس کا مقصد یہ تھا کہ احمدیوں کو آئین ہی میں ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت دے دی جائے۔ مذہبی غرض سے نہیں۔ بلکہ سیاسی غرض سے کیا گیا تھا۔ یہ مقصد ان علماء سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جو احمدیوں کے خلاف احراریوں کے حلیف بن گئے تھے۔ اور یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ علماء کا مقصد بھی بالکل وہی تھا جو جماعت اسلامی کا تھا۔ یعنی مستقبل کے آئین کے مذہبی پہلو پہ زور دے کر سیاسی اقتدار اور کنٹرول حاصل کیا جائے۔ مرکزی اور صوبائی حکومت کو اس لئے مورد الزام قرار دیا گیا ہے کہ اس نے شدید پروپیگنڈے سے پیدا ہونے والے طوفان سے بے اعتنائی برتی تھی۔ جو عرصہ دراز سے پیدا ہو رہا تھا۔ اور ان دونوں حکومتوں میں سے ایک نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے ۱۰ مارچ ۱۹۵۳ء کے اس اعلان کی وجہ سے کہ حکومت پنجاب مطالبات کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور وہ ایک صوبائی وزیر کو مقرر کر دہی ہے۔ کہ وہ کراچی جا کر پنجاب کا نقطۂ نظر مرکزی حکومت کو پیش کرے۔ امن وامان بالکل درہم برہم ہو گیا اور احمدیوں کے خلاف ایک دور دہشت شروع ہو گیا اور اس الزام کے ثبوت میں قتل، لوٹ مار اور آتشزنی کے متعدد واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جو اس اعلان کے بعد لاہور میں پیش آئے ہیں۔

احرار کے نقطۂ نظر کے مطابق فسادات کی ذمہ داری پہلے تو بعض غیر ملکی طاقتوں پر عائد کی گئی ہے جو پاکستان کی پالیسی میں خود اپنے مفادات کے لئے رد و بدل کرانا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں برطانیہ اور امریکہ پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ماضی میں مسلم دشمن پالیسی پر عمل کیا تھا۔ اور اس مقصد کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان کو آلۂ کار بنایا تھا۔ احرار نے جس دوسرے فریق کو ذمہ دار قرار دیا ہے وہ خود احمدی ہیں خصوصاً امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور چوہدری ظفر اللہ خان ہیں۔ ذمہ داری کا الزام جس تیسرے فریق پر لگایا گیا ہے۔ وہ وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین اور ان کے رفقاء ہیں۔ جنہوں نے مبینہ طور پر اپنی کمزوری اور قوت فیصلہ کی کمی کی وجہ سے ایک ایسی فضا پیدا کر دی۔ جو فسادات کے لئے ساز گار تھی۔ اس الزام میں صوبائی حکومت اور اس کے افسروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جن پر طاقت کے بہت زیادہ استعمال سے عوام کو مشتعل کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔

پنجاب کی مجلس عمل کے تحریری بیانات کے مطابق فسادات کا تعلق ان عناصر سے بیان کیا جا سکتا ہے (۱) احمدیہ تحریک اور احمدیوں کے اشتعال انگیز رویہ سے (۲) احمدیوں کے ساتھ مرکزی اور صوبائی حکومت کے ترجیحی سلوک سے (۳) احمدی مسئلے کا بروقت حل معلوم کرنے میں ان دونوں حکومتوں کی ناکامی سے (۴) عوام کے پرامن اور آئینی مظاہروں کو فرو کرنے کے لئے بہت زیادہ طاقت کے استعمال اور افسروں کے اشتعال انگیز رویہ سے (۵) بعض احمدی افراد اور احمدیوں کی منظم پارٹیوں سے جنہوں نے عمداً متشدد کارروائی کی تاکہ حکومت کو تحریک تحفظ ختم نبوت کو کچل دینے کا بہانہ ہاتھ آ جائے اور (۶) معاشرے کے سماج دشمن عناصر سے جنہوں نے اپنے ناپسندیدہ مقاصد کے لئے لاقانونی کی فضا پیدا کر دی۔

جماعت اسلامی نے اپنے تحریری بیان میں فسادات کی ذمہ داری پہلے خود احمدیوں پر اور پھر مرکزی و صوبائی حکومت پر عائد کی ہے۔ احمدیوں کو مورد الزام قرار دینے کے لئے جماعت نے احمدیوں کے عقائد فرقے کے بانی اور ان کی پیروی کرنے والوں کی تحریروں اور تقریروں کا ملخص لیکن مکمل حوالہ دیا گیا۔ جو مبینہ طور پر سخت اشتعال انگیز ہیں۔ اور جن کے متعلق مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان سے ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس نے احمدیوں کی ان سرگرمیوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جو علیحدگی پسندی اور غیر وفاداری پر مبنی ہیں۔ اور ان کی اس مسلسل کوشش کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ عام مسلمانوں سے الگ ہو کر اپنا ایک علیحدہ اور مربوط طبقہ بنا لیں۔ جس کی کوئی چیز ان سے مشترک نہ ہو اور در حقیقت ان کے استحکام کے لئے ایک خطرے کی حیثیت رکھتا ہو۔ حکومت کے خلاف بیان میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ اس نے اس معاملے میں ایک کمزور غیر دانشمندانہ اور متذبذب پالیسی پر عمل کیا جس کی وجہ سے نہ صرف عوام میں بلکہ سرکاری ملازموں میں بھی سخت انتشار پیدا ہو گیا۔ حکومت پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ان مطالبات کے حق میں جو ایک طرف تمام مسلمانوں اور دوسری جانب احمدیوں کے درمیان ایک واضح تنازعہ بن گیا تھا۔ اہل حکومت نے کئی مہینے تک اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ ایک متشدد

(باقی صفحہ ۷ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

(۲)

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

103

جب پولیس افسر نے سرکاری حکم سنایا تو مہاراجہ دلیپ سنگھ بہت پریشان ہوئے اور بقول ایک سکھ ودوان کے انہوں نے کہا:۔

"اس حکم کے سننے سے تو اس طوفان کے وقت سمندر میں ڈوب کر مر جانا زیادہ بہتر تھا۔ اور وہ موت اس بے عزتی سے کہیں اچھی تھی۔ . . . . . میرے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔ انگلستان کی تمام جائیداد بک گئی ہے۔ ہندوستان جا نہیں سکتا درمیان میں ہی ختم کرنے لگے ہو۔ اے خدا یہ تو کیا کر رہا ہے"

(ترجمہ از جلا وطن مہاراجہ صفحہ ۔۔)

اس کے بعد مسٹر تھامس نے پولیس کی امداد سے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو جہاز سے اتار لیا اور ایک بنگلہ میں جو پہلے سے ان کے لئے تجویز کر دیا گیا تھا۔ نظر بند کر دیا۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے عدن کے قیام کے دوران میں وائسرائے ہند اور ملکہ وکٹوریہ کو تار دیئے۔ لیکن کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے۔

"دلیپ سنگھ نے وائسرائے ہند اور ملکہ وکٹوریہ کو تار دیئے۔ اپنی گرفتاری۔ بےعزتی اور رکاوٹ سے متعلق شکوہ کیا۔ لیکن دونوں طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جواب کس نے دینا تھا؟ جو کچھ ہوا تھا وہ تو پہلے ہی ان کے مشورہ سے ہوا تھا۔ مشورہ سے ہی نہیں بلکہ ان کے حکم سے کیا گیا تھا"۔

(ترجمہ از جلا وطن مہاراجہ صفحہ ۔۔)

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ یہ روک لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کے ایما پر پیدا کی گئی تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ

لارڈ ڈفرن صاحب بہادر نے پارلیمنٹ کو لکھ بھیجا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پنجاب ... یا ہندوستان میں آنے پر ایک بڑا بھاری غدر ہو جانے کا شبہ کامل ہے۔ اس لئے مہاراجہ کو ملک عدن میں ہی روک لیا گیا"۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم صفحہ ۔۔)

ایک اور سکھ ودوان نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو راستہ میں روک دیئے جانے کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔

"مہاراجہ دلیپ سنگھ کی آخری چٹھی (جس میں اس نے لکھا تھا کہ میری منشاء پنجاب آنے کی نہیں تھی۔ لیکن میرا سنگوڈ مجھے یہ کہہ رہا ہے کہ تو پنجاب جا نا قل) شائع ہوئی۔ تو پنجاب کے سکھوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت کو یہ بات بہت خطرناک معلوم ہوئی لیکن پھر بھی اجازت دیدی گئی اپریل سن ۱۸۸۶ء میں مہاراجہ دلیپ سنگھ عدن پہونچا اس نے ایک سکھ سے دوبارہ سکھ دھرم دھارن کرنے کی رسم مکمل کی۔ اس کے بعد انگریزوں کو فکر پیدا ہوئی۔ اس لئے وہ ہندوستان آنے سے روکا گیا۔ اور کچھ دن عدن میں نظر بند رکھے جانے کے بعد واپس کر دیا گیا۔ اس نے

گیانی گیان سنگھ بیان کرتے ہیں:۔

"مہاراجہ کو عدن روک دیا گیا۔ اتفاق سے جو ملک ہواسی کو فتح کر کے انگریزوں کی سکھ فوج کا جہاز وہاں آ کر ٹھہرا اور جب مہاراجہ کو ملی تو مہاراجہ وہیں ان سکھوں سے امرت چھک کر سکھ مذہب میں آ گیا۔"

(تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم صفحہ ۲۳۱)

ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کی بیوی بچوں نے ان کے سکھ بننے کی شدید مخالفت کی تھی۔

(ملاحظہ ہو جلا وطن مہاراجہ صفحہ ۔۔)

ملکہ وکٹوریہ اور بھارت کے گورنر کو تار دیئے۔ لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی"۔

(ترجمہ از اتہاسک لیکچر صفحہ ۔۔)

اس چیخ و پکار کا ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے ایک پولیس افسر مسٹر مور کے ذریعہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو یہ جواب ضرور ملا کہ:۔

"مہاراجہ دلیپ سنگھ کو اچھی طرح بتا دیا جائے کہ وہ ہندوستان نہیں جا سکتے۔ کیونکہ حکومت ہند ان کے وہاں جانے کو خطرہ سے خالی نہیں سمجھتی۔ انہیں بھارت کے کسی حصہ میں بھی داخلہ کی اجازت نہیں . . . .

یہ حکم جس وقت مہاراجہ کو پڑھایا یا سنایا جائے۔ اس وقت سے ۷۲ گھنٹے کے اندر اندر مہاراجہ کو عدن چھوڑنے کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ اگر ۷۲ گھنٹے کے اندر اندر وہ عدن نہ چھوڑیں تو انہیں جبراً جہاز پر سوار کر کے انگلستان واپس بھیج دیا جائے"۔

(ترجمہ از جلا وطن مہاراجہ گورمکھی صفحہ ۔۔)

ملکہ وکٹوریہ کا یہ حکم پہونچنے کے بعد مہاراجہ دلیپ سنگھ ۷۲ گھنٹے کے اندر پنجاب کی طرف بڑھنے کا خیال ترک کر کے یورپ کی طرف واپس ہو جانے پر مجبور تھے۔ اور انہیں واپس ہونا پڑا۔ جیسا کہ دنیا جانتی ہے کہ وہ پنجاب نہیں آ سکے اور عدن ہی سے یورپ کو واپس کر دیئے گئے۔ اور ان کی اس واپسی کا کچھ حال اس مضمون میں بھی آئے گا۔ لیکن چونکہ واقعات کے اس حد تک پہونچ جانے پر حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا پورا ہو جانا کمال صفائی سے ظاہر ہو جاتا ہے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سفر پنجاب میں ناکامی یعنی ان کے پنجاب نہ پہونچ سکنے سے متعلق کی گئی تھی۔ اسلئے قبل اس کے کہ مہاراجہ موصوف کی عدن سے واپسی کے بعد کی سرگزشت پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔ اہل انصاف کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے

بھائیو! خدا تعالےٰ کے پیارے اور نیک بندے کسی کے دشمن نہیں ہوتے۔ انہیں کسی سے کوئی عداوت نہیں ہوتی۔ وہ کسی کا برا نہیں چاہتے بلکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے خیرخواہ ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے ابدی زندگی کا پیغام لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کو خدا کا عیال سمجھ کر اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے پیروؤں کو بھی اس سے محبت رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہاں تک اپنے خون کے پیاسوں کی ہدایت اور فلاح کے لئے بھی دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے پورے فرمانبردار و اطاعت گزار ہوتے ہیں۔ اور اس کی طرف سے غیب کی خبر اسی لئے ان کو دی جاتی ہے کہ وہ اس کو دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ اس کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان کا اس پیشگوئی کو دنیا پر ظاہر کرنا کسی کی دل آزاری یا نقصان رسانی کی غرض یا نیت سے نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ ذاتی طور پر کسی کو کوئی نقصان پہونچانے کا اختیار رکھتے ہیں بلکہ ان کا پیشگوئی کرنا اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اس سے علم پا کر اس کے حکم سے پیشگوئی کرتے ہیں۔ خود بخود نہیں کرتے ان کا اس دعوے کے ساتھ پیشگوئی کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو یہ خبر دی ہے۔ اسلئے ہوتا ہے کہ جب وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ تو ثابت ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اور جس نے پیشگوئی کی تھی وہ عالم الغیب خدا تعالےٰ سے خاص تعلق رکھنے والا ہے۔ اور اس کے ان چیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ جن سے وہ ہمیشہ سے ہم کلام ہوتا۔ اور جن کو غیب کی ایسی خبریں دیتا رہا ہے۔ جن کا پورا ہونا نہ ان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور نہ کسی اور انسان کے۔ بلکہ صرف علام الغیوب خدا کے اختیار میں ہی ہوتا ہے۔

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالےٰ کے ایسے ہی چیدہ و برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ اسلئے آپ کو بھی اس نے اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا تھا اور آپ کو بھی غیب کی خبروں سے مطلع فرمایا کرتا تھا جن سے آپ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مہاراجہ دلیپ سنگھ کے سفر پنجاب سے ناکام واپس جانے کی پیشگوئی بھی تھی۔ کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذاتی طور پر کسی سے بھی کوئی پرخاش تھی۔ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ سے پرخاش نہ ہونا تو ایسا ظاہر ہے کہ احتمال مخالفت کی کوئی گنجائش ہی نہیں جس طرح حضور کی بےشمار اور پیشگوئیاں محض حکم الہٰی کی تعمیل کے لئے تھیں نہ کسی اور غرض سے۔ بالکل اسی طرح مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پنجاب واپس نہ آنے کی پیشگوئی بھی محض تعمیل حکم الہٰی کے لئے تھی۔ نہ کسی اور غرض سے۔ اور جیسا کہ حضور علیہ السلام کی اور تمام پیشگوئیاں اللہ کی طرف سے علم پا کر اور اس کے حکم سے تھیں

(باقی صفحہ ۔۔ پر دیکھیں)

کمیونزم اور جبری اقبال جرم

اسٹالین کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے ..... کمیونسٹوں نے اپنے سیاسی اقتصادی اور قومی مقاصد کے حصول کے لئے جبری اقبال جرم کو ہمیشہ ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ہزارہا روسی شہری اس امر پر مجبور کئے گئے ہیں۔ کہ وہ ایسے جرم کا اقبال کر لیں۔ جن کا ارتکاب حقیقتاً انہوں نے کبھی نہیں کیا۔ درحقیقت جبری اقبال جرم کی ابتدا خود لینن اور اسٹالن کے پیش کردہ اصول اخلاق سے ہوتی ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ ہر وہ ظلم و تشدد جائز ہے۔ جس سے کمیونزم کو فروغ ہو۔ اور مخالف عناصر کی رسوائی۔

جبری اقبال جرم اس بے رحمانہ طریقہ کار کا ایک پہلو ہے۔ جس پر اس لئے عمل کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے ذہن کو مرعوب و دہشت زدہ کر لینے کے لئے تیار کیا جا سکے۔ یہ طریقہ کار بالعموم دہشت انگیز دھمکیوں، سنسر شدہ خبروں پیداوار کے ٹوٹے معیار کارکردگی، تطہیری مہموں، معذرتوں اور جبری اقبال جرم پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ پروپیگنڈے کی بے پناہ قوت بھی ان مظالم کا ساتھ دیتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ لوگوں کی قوت مزاحمت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ لاچار و مجبور ہو کر سر جھکا دیتے ہیں۔ غرض کہ ان طریقوں سے روسی باشندوں کو اس حد تک مرعوب و مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ جسے آزاد دنیا کا ایک فرد کسی حال میں بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

۱۹۳۰ء میں شروع ہونے والی عظیم تطہیری مہم کے دوران میں ان لاریوں اور موٹروں کا دوں پر جو ہزارہا قیدیوں کو بھر بھر کر جبری محنت کے کیمپوں تک لے جاتی تھیں۔ "کیوں" اور "کس لئے" کے سادہ الفاظ لکھے ہوئے نظر آتے اپنی تقدیر پر حیران و ششدر قیدی خود اپنے ہاتھ سے یہ الفاظ لکھ دیتے۔ ان بدنصیبوں کو متعدد قسم کے لغو و مہمل الزامات کے قبول کر لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ان فرضی خیالی الزامات کا سلسلہ روسی عوام کی ذہنیت کو زہر آلود کر دینے سے لے کر اشتراکیت کے اقتصادی نظام کو تباہ کر دینے کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔

ان تطہیری مہموں میں جبری اقبال جرم کا ہتھیار مخالف سیاسی عناصر کے قلع قمع کرنے میں بے حد کامیاب ثابت ہوا۔ [illegible] اسے [illegible] دی [illegible] طریق کار سے مختصراً ذیل کے مقاصد تکمیل پاتے ہیں۔

۱۔ نظام حکومت کو ہر قسم کی لغزش اور غلطی سے بالاتر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۲۔ حزب مخالف کا خاتمہ کر کے لوگوں کو مطیع و فرمانبردار رکھا جاتا ہے۔

۳۔ نظام حکومت کی خامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اوروں کو قربانی کا بکرا بنایا جاتا ہے اور پھر ان سے حکومت کے خلاف جرائم کا جبری اقرار کرا کے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے جو لوگ اشتراکیت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ ان میں ایک قابل ذکر شخصیت روڈولف سلانسکی کی ہے جو زیکوسلاویکیہ کی کمیونسٹ پارٹی کی کلیدی شخصیت تھی۔ جب کمیونسٹ پارٹی کو زیکوسلاویکیہ کے عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں مسلسل ناکامیاں اٹھانی پڑیں تو سلانسکی کو قربانی کا بکرا بنا لیا گیا۔ سلانسکی نے بالآخر اقبال جرم کیا۔ اور ۱۹۵۲ء میں غداری کے جرم میں اسے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔

سلانسکی نہایت ہی وفادار کٹر اشتراکی تھا۔ اس نے زیکوسلاویکیہ کے عوام پر مظالم کے بہت سے پہاڑ توڑے تھے۔ اور متعدد بار وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ لیکن کمیونسٹوں نے کبھی اس سے ان مظالم پر کسی قسم کی باز پرس نہیں کی ——— البتہ اشتراکی نظام حکومت کو اپنی خامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت پیش آئی۔ جسے قربانی کا بکرا بنایا جا سکے نتیجتہً سلانسکی کو مجبور کیا گیا۔ کہ وہ غداری اور ملک کے اقتصادی نظام کو درہم برہم کرنے کے جرم کا اقبال کر لے۔

سلانسکی اور دوسرے کمیونسٹ عہدیداروں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا کر وہ اپنی نیک نیتی کا ثبوت مہیا کرنا چاہتے تھے۔ نیز اس سے ان کا مقصد یہ بھی تھا۔ کہ عوام پر ثابت کیا جائے کہ اقتصادی ابتری کا باعث درحقیقت اسی قسم کے چند افراد کی تخریب پسندی تھی نہ نظام حکومت کا نقص۔

اشتراکی پالیسی کو فروغ دینے کے لئے جبری اقبال جرم کے استعمال کی دوسری ایک بدترین مثال ہنگری کارڈینل منزنیٹی کے دردناک انجام سے ملتی ہے۔ دوسری جنگ کے اختتام کے فوراً بعد ہی جب سوویٹ یونین ہنگری کو تدریجاً آمریت میں تبدیل کر رہی تھی۔ حزب مخالف کے آزاد خیال لیڈر ایک ایک کر کے نشانہ بنا دیئے گئے۔

۱۹۴۸ء تک صرف کارڈینل منزنٹی ہی واحد شخص رہ گئے تھے جنہوں نے نظام حکومت پر بے لاگ اور کھری تنقید کی کیتھولک چرچ کے صدر کی حیثیت سے وہ ایک ایسے ملک میں تھے۔ جہاں ۶۶ فی صد آبادی کیتھولک عقائد کی تھی۔ وہ نہ صرف ایک زبردست مذہبی رہنما بلکہ عظیم محب وطن تھے۔ انہوں نے اہل کلیسا کے نام اپنی تحریروں اور بیانات میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ کہ کمیونسٹ اپنے مقدس وعدوں کے برعکس ملک کو جمہوریت کی جانب لے جانے کی بجائے خالص آمریت کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو وہ گرفتار کر لئے گئے لیکن گرفتاری سے آدھ گھنٹہ قبل انہیں مندرجہ ذیل بیان ایک پرانے لفافے پر لکھ کر جاری کرنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

"میں نے کبھی کسی قسم کی سازش میں حصہ نہیں لیا۔ میں کلیسا کی صدارت عظمیٰ کے عہدے سے مستعفی نہیں ہوں گا۔ میں کسی قسم کا اقبال جرم نہیں کروں گا۔ لیکن اگر اس انتباہ کے باوجود آپ اس قسم کی کوئی خبر پڑھیں جس سے یہ واضح ہو۔ کہ میں نے کسی قسم کا کوئی اقبال جرم کیا۔ یا میں مستعفی ہو گیا۔ تو خواہ اس پر میرے دستخط ہی کیوں نہ ثبت ہوں۔ اسے محض بشری کمزوری کا نتیجہ سمجھیں۔ میں پیشتر ہی سے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس قسم کی تمام باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہوں گی۔"

مذکورہ بالا بیان سے یہ ظاہر ہے۔ کہ کارڈینل منزنٹی کو ان خطرات کا پہلے ہی سے اندیشہ تھا۔ اور انہوں نے بھانپ لیا تھا۔ کہ جیسا کہ لامحالہ ہی ہو کے رہا اور ذہنی اور جسمانی اذیتوں سے انہیں بھی لعینہٖ اسی طرح دوچار ہونا پڑے گا۔ جس طرح دوسرے اشتراکی قیدی ان مصائب میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وہ روح اور بدن کو دکھ دینے کے جدید طریقوں کی کارکردگی کو بھی طرح جانتے تھے۔ وہ واقف تھے۔ کہ بہت سے دلیر، راست باز اور حق گو بھی مظالم کی تاب نہ لا سکے تھے۔ اور ان لوگوں سے بے بنیاد الزامات تسلیم کرا لئے گئے تھے۔ اب اس بھید سے صرف اشتراکی ہی واقف ہیں۔ کہ انہوں نے کارڈینل کی ۳۵ روز کے ایام گرفتاری میں ان کے ساتھ شب و روز کیا کچھ برتاؤ کیا۔ جس کی بنا پر کارڈینل کی جیسی شخصیت بالآخر اقبال جرم کرنے پر مجبور ہو گئی۔ ۳ر فروری ۱۹۴۹ء کو انہیں ایک اشتراکی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔

ظاہر ہے۔ کہ ان کی روح اور صحت کو پہلے ہی سے مردہ بنا دیا گیا تھا۔

اب ان کی ذات صرف ان کی عظیم شخصیت کا سایہ تھا۔ مجبور و بے کس ہو کر بالآخر انہیں غداری اور جاسوسی جیسے گھناؤنے اور بے بنیاد الزام کا اقبال کرنا ہی پڑا۔ کمیونسٹوں کے اغراض کی تکمیل کے لئے اس قسم کا اعتراف حاصل کرنا ضروری تھا۔

کمیونسٹوں کی جبری اقبال جرم کا یہ لااُبالی مضحکہ خیز انداز آزاد دنیا والوں کے علم میں کافی عرصہ سے ہے۔ ۱۹۵۳ء کی ابتداء میں کریملن نے اس کا اعتراف نادانستہ طور پر کر لیا تھا۔ ۱۳ر اکتوبر کو ممتاز و مشہور ڈاکٹروں کی ایک جماعت جیل میں ڈال دی گئی اور انہیں مجبور کیا گیا۔ کہ وہ اس جرم کا اقبال کر لیں کہ انہوں نے سوویٹ یونین کے اعلیٰ افسروں کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ سرکاری طور پر ایک اعلان میں بتایا گیا۔ کہ

"تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس دہشت پسند گروہ کے ارکان نے ڈاکٹری منصب سے ناجائزہ اٹھا کر نیز مریضوں کے اعتماد کو غلط طور پر استعمال کر کے عمداً علاج معالجہ سے غفلت برتی اور ان کو تباہ و برباد کیا"

دو ہفتہ کے بعد کریملن نے یہ حیرت انگیز اعلان کیا۔ کہ ڈاکٹروں سے جبری اقبال جرم۔ جھوٹی شہادتوں اور تحقیقات کے ناروا طریقوں کے ذریعہ اقبال جرم کرایا گیا تھا۔ کریملن کے برسر اقتدار طبقہ نے اعلان کیا۔ کہ ڈاکٹر تمام تر بے قصور و بے خطا تھے انہیں رہا کر دیا گیا۔ اور وہ دوبارہ اپنے سابق عہدوں پر فائز ہو گئے۔

"پراودا" نے غصہ سے بھرے ہوئے تیز لہجہ میں کہا۔

"یقیناً صرف وہی لوگ جو انسانی وقار کھو چکے ہوں۔ اس حد تک پست و ذلیل ہو سکتے ہیں۔ کہ سوویٹ یونین کے ایسے شہریوں کو خلاف قانون گرفتار کریں جو طبی دنیا کے مشہور و ممتاز افراد ہیں۔"

ڈاکٹروں کے جبری اقبال جرم کے اس اچانک انحراف و روگردانی سے کم از کم ایک چیز روز روشن کی طرح نمایاں ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ اشتراکی مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی حسب منشاء بات دوسروں کے منہ سے جبراً کہلوائی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹروں کا مذکورہ بالا واقعہ ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ سوویٹ یونین خود اپنے بیان کے مطابق انصاف کا خون کرنے کی خطا وار ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے۔ کہ کمیونسٹ ممالک میں انصاف صرف پانی کی اس دھار کا نام ہے۔ جسے حسب ضرورت جدھر چاہیں موڑ دیں۔ اور پانی بھی کیسا، اکثر و بیشتر گندہ گندہ ———

(تحقیقاتی عدالت کی کارروائی بسلسلہ صفحہ ۴)

تحریک چلنے پر مذہبی علماء نے جن میں امیر جماعت اسلامی بھی شامل تھے۔ اس بات کی انتہائی کوشش کی تھی۔ کہ حکومت کو اس نازک صورت حال کا احساس دلایا جائے۔ جو پھٹ پڑنے کے قریب پہنچ گئی تھی حکومت مبینہ طور پر اپنی بے اعتنائی اور تذبذب کی پالیسی پر عمل کرتی رہی۔ اور اس نے یہ محسوس نہیں کیا۔ کہ یہ مطالبات تمام مسلمانوں کے متفقہ مطالبات تھے۔ ۲۷ فروری کو کراچی میں علماء کی گرفتاری کا حکم دے کر حکومت نے اپنے طرز عمل میں مکمل تبدیلی کا مظاہرہ کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کے بعد وسیع پیمانے پر گرفتاریوں، دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور بہت زیادہ طاقت کے استعمال کا فسادات پر کافی اثر پڑا۔ جماعت اپنے آپ کو راست اقدام سے بے تعلق ظاہر کرتی ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ اس نے کبھی اس طریق عمل کی تائید نہیں کی۔ اور اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ جمہوری ملک میں ہر ایسے عوامی مطالبے کا سامنا کرنا اور اسکے حسن و قبح کے مطابق اس کا تصفیہ کرنا ضروری ہے۔ جو اتنی اہمیت حاصل کر لے جتنی کہ موجودہ صورت میں احمدیوں کے خلاف تحریک نے اختیار کر لی تھی

دولتانہ وزارت کا نظریہ

سابق وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ کی معزول وزارت کے خیال میں بعد میں پیدا ہونے والی صورت حال کے ذمہ دار حسب ذیل اسباب تھے۔

(۱) احمدیوں کے خلاف مسلمانوں کے قدیم جذبات

(۲) خود احمدیوں کا کوتاہ بینی پر مبنی رویہ جنہوں نے باقی مسلمانوں سے اپنے اختلافات طے کرنے کے بجائے ان کی نمائش کی اور ان پر زور دیا۔

(۳) پاکستان کے قومی نصب العین کی مبہم مذہبی بنیاد جس پر موقع بے موقع زور دینے کی وجہ سے ملاازم کو تقویت پہنچی۔ اور سیاسی اصولوں کے متعلق ملاؤں کے طریق کار کو معقولیت عطا فرمائی۔

(۴) ایک خطرناک امکانات کی حامل صورت حال سے احرار کا ناجائز فائدہ اٹھانا

(۵) تحریک میں عام علماء کی شرکت

(۶) فسادات شروع ہونے کے بعد غیر مطمئن لوگوں، شرارت پسندوں اور ایسے ہی عناصر کی سرگرمیاں

(۷) مرکزی حکومت کی قیادت جو عوام کی رہنمائی کرنے میں ناکام رہی۔

معاشرے کے تمام طبقوں کی انتہائی بے اطمینانی اقتصادی حالت میں تیزی کے ساتھ ابتری اور غذائی فراہمی میں ناکامی قومی مسائل مثلاً کشمیر جوناگڑھ بھارت کے ساتھ تعلقات، آئینی مسائل کے متعلق رویہ اور اس بات کی تشریح کرنے میں ناکامی کہ حکومت کی آئندہ شکل کیا ہوگی۔ نظم و نسق کے متعلق شکایتیں، قیادت پر اعتماد کی کمی اور ہر طبقے میں شکست خوردگی کے عام احساس اور حوصلوں کی پستی کو بھی مسٹر دولتانہ نے فسادات کے معاون اسباب بیان کیا ہے۔

لاہور اور لاہور کے باہر زیادہ تر افسروں نے جنہوں نے بیانات داخل کئے ہیں۔ احرار اور ان کے شریک کار ملاؤں پر تحریک کو ہوا دینے کا الزام لگایا ہے۔ ان میں سے بعض نے مرکزی حکومت کی بے اعتنائی پر بھی تبصرہ کیا ہے جس نے عوام کی صحیح اور بروقت رہنمائی نہیں کی۔ چند افسر پیش آنے والی تمام باتوں کا ذمہ دار احمدیوں کو بھی قرار دیتے ہیں۔

بنیادی ذمہ داری

فسادات کی ذمہ داری بنیادی طور پر آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کراچی آل مسلم پارٹیز کنونشن لاہور اور دوسری متحدہ مذہبی جماعتوں پر ہے۔ جن کے ارکان نے اس کنونشن میں ان جماعتوں کی نمائندگی کی تھی جو ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں منعقد ہوئی۔

اسی کنونشن میں اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مرکزی مجلس عمل کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مجلس عمل کی تشکیل اسی دن شام کو مکمل ہو گئی تھی۔ اور مجلس عمل کی طرف سے ۲۲ جنوری کو خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دیا گیا تھا۔ کہ وہ ان مطالبات کو منظور کریں۔ یا اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔ مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں کیا اقدام کیا جانا تھا۔ اس کی نوعیت کے بارے میں اس وقت تک کوئی تعین نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ خواجہ ناظم الدین نے وفد کے ارکان سے جنہوں نے الٹی میٹم دیا تھا۔ ملاقات کے دوران میں اس کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا۔

الٹی میٹم شہری بغاوت کے انتباہ سے کم حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ جس کی ابتدا تنظیم اور تعمیل مجلس عمل کو کرنی تھی۔ اگر وہ الٹی میٹم کے جواب سے مطمئن نہ ہوتی۔ مجلس عمل کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ مطالبات مسترد ہونے کی صورت میں مطلوبہ اقدام نہ ڈائرکٹ ایکشن ہونا تھا۔ اور نہ براہ راست اقدام۔ بلکہ صرف راست اقدام اور یہ صرف عوامی عدم اطمینان کا بے ضرر پر امن اور آئینی اظہار ہونا تھا۔ اس بات کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ کہ یہ شہری بغاوت یا سول نافرمانی یا اسی نوعیت کی کوئی بات ہوگی۔ اگر تحریک کے رہنماؤں کو جنہیں راست اقدام کی نگرانی اور کنٹرول کرنا تھا گرفتار نہ کیا جاتا۔ تو فسادات "ڈائرکٹ ایکشن" کا قدرتی نتیجہ نہیں ہوتے تھے

اس بات پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ رہنماؤں کی گرفتاری ایک غیر دانشمندانہ اقدام تھا۔ اس لئے ایسے اجتماع اور مظاہروں کے بعد جو فسادات ہوئے۔ ان کی ذمہ داری براہ راست گرفتاریوں کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہے اور اس وجہ سے مرکزی اور صوبائی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہ دلیل کلی طور پر غیر درست ہے۔ اگر کسی حکومت کو یہ دھمکی دی جائے۔ کہ اس کے سامنے جو مطالبات پیش کئے گئے۔ وہ ایک خاص تاریخ تک منظور نہ کئے گئے۔ تو مطالبات پیش کرنے والا فریق راست اقدام اختیار کرے گا۔ اور حکومت مطالبات تسلیم نہ کرتے ہوئے ایسے فریق کے رہنماؤں کو گرفتار کرتی ہے۔ جو اس کو دھمکی دیتے ہیں۔ اور فسادات براہ راست ان گرفتاریوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ تو اس فریق کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ اسے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے۔ کہ اگر گرفتاریاں نہ کی جاتیں تو فسادات نہ ہوتے۔ راست اقدام کی دھمکی باضابطہ اقتدار کے لئے خطرہ ہوتی ہے۔ اور کوئی حکومت بھی ایسی دھمکی کو تشویش کی نگاہ کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔ جب تک وہ اس دھمکی کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو قاصر پائے۔ اور ہتھیار ڈالنے یا معزول ہونے پر رضامند نہ ہو جائے۔

خواجہ ناظم الدین کا موقف

موجودہ مسئلہ میں خواجہ ناظم الدین نے جن کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ احمدیوں کے خلاف جذبہ کی شدت کو پوری طرح محسوس کرتے تھے۔ اور جن بنیادوں پر مطالبات پیش کئے جا رہے تھے۔ ان کی بظاہر معقولیت کو جانتے تھے حتی الوسع علماء سے بحث و استدلال کی کوشش کی اور ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی راہ میں جو مشکلات حائل تھیں۔ اور اس بات سے جو نتائج نکلنے کے امکانات تھے۔ ان کی علماء پر تشریح و توضیح کی کوشش کی۔ گو خواجہ ناظم الدین اور بعض علماء کے درمیان کافی باہمی مفاہمت اور شاید مشترک جذبات معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن نہ خواجہ ناظم الدین اور نہ علماء کی فراست سے اس مشکل حالت سے باہر نکلنے کی کوئی صورت دریافت ہو سکی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۶ فروری کو مجلس عمل نے گورنر جنرل اور وزیر اعظم کے مکانات پر رضاکاروں کے گروہ بھیجنے کے طریقے کا فیصلہ کیا۔ یہی وہ حالات ہیں جن میں علماء کی گرفتاری ناگزیر ہو گئی تھی۔ ایک مضبوط اور باعزم حکومت کے لئے ایسی گرفتاری اس سے بہت پہلے پوری طرح جائز تھی۔ جب اسے علماء کے اختیار کردہ طریقہ کی حماقت اور شرانگیزی کا یقین تھا۔ اگر کوئی گرفتاری نہ بھی کی جاتی۔ تب بھی بے امنی اور لاقانونیت لازمی چیزیں تھیں اور اس بات سے صرف تحریک کے داعی ہی انکار کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اس تحریک میں شامل تھے۔ اور اس کے لئے ذمہ دار تھے۔ یقیناً ان سب نے اس نتیجہ کو پہلے سے ہی محسوس کیا تھا پنجاب میں جو تحریک کا مرکز تھا پہلے ہی ہزاروں رضاکار بھرتی کئے جا چکے تھے۔ ان کی تعداد ۵۰ ہزار سے تجاوز کر چکی تھی۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے بھرتی کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ ان رضاکاروں سے حلف لئے گئے تھے۔ کثیر فنڈ جمع کئے گئے تھے۔ اضلاع میں مجلس عمل کی تشکیل کر دی گئی تھی۔ اور ان کے ڈکٹیٹروں کی فہرست مرتب کر دی گئی تھی۔ جنہیں گرفتاریوں کے بعد یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کی جگہ لینی تھی۔ تحریک کے رہنماؤں کے سامنے ملتان اور کراچی کی مثالیں موجود تھیں۔ بیشتر کے اس سلسلہ میں ذاتی تجربات بھی تھے۔ کہ ایسے مواقع پر کیا ہوتا ہے۔ رہنماؤں نے عام جلسوں میں جو تقاریر کیں۔ ان سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر حکومت نے راست اقدام کی دھمکی کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے۔ تو اس سے کس قدرتی نتیجہ کی توقع کی جاتی تھی۔ الٹی میٹم دینے سے پہلے اور بعد میں عوام کو جن باتوں کی تلقین کی جاتی رہی ان میں گولیوں۔ خون اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت میں جانی قربانیوں کفن، آگ۔ غارت گری اور تقسیم سے پہلے ہندو مسلم فسادات کی یاد دلانے والی باتوں کے متعلق غیر مبہم اشارات ہوتے تھے۔ جن لوگوں نے ان جذبات کا اظہار کیا۔ وہ اب ہمیں یہ باور کرانے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ کہ حالات ایسی شکل اختیار کریں گے۔ جو فی الحقیقت سامنے آئی۔ اور انہیں ایسے عواقب کا کبھی خدشہ نہیں تھا۔ جو فی الحقیقت ان کے رویہ سے رونما ہوئے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

اساسِ کار

اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ رضاکاروں کے گروہ چوری چھپے جاتے تھے تاکہ ان کے ساتھ ہجوم نہ جمع ہونے پائیں۔ یہ ایک ایسی پوزیشن ہے کہ جن لوگوں کی سرگرمیوں کی واحد اساس ہی عام ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا تھی۔ ان کی طرف سے اسے بمشکل پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسے یہ بات واضح کرتی ہے کہ انہوں نے کراچی میں کنونشن کے موقع پر کثیر تعداد میں لوگ جمع کر لئے نہ صرف ۱۶ اور ۱۸ جنوری کو۔ بلکہ راست اقدام سے فی الفور پہلے بھی جب کہ اگلی صبح ایک عام اجتماع کا نوٹس دیا گیا تھا۔ جس میں حکومت سے گفت و شنید کے نتیجہ اور اگر گفت و شنید کی ناکامی کی صورت میں جو پروگرام عملاً اختیار کیا جانا تھا۔ اس کا اعلان کیا جانے والا تھا۔

ہم شہادتوں سے اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ مجلس عمل کے ارکان کو جب انہوں نے خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم پہونچایا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ اگر مطالبات کو مسترد کر دیا گیا۔ اور راست اقدام کی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو اس کے نتیجہ میں وسیع پیمانہ پر فسادات ہوں گے۔ جو فائرنگ قتل و غارت اور عام لاقانونی پر مشتمل ہوں گے اور چونکہ حالات متوقع نتیجہ پر ہی رو بہ عمل آئے۔ اس لئے فسادات کی ذمہ داری براہ راست مجلس کے ارکان پر عائد ہوتی ہے۔ اور چونکہ مجلس عمل بہت سی دینی جماعتوں اور تنظیموں کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ لہٰذا جو افراد اور فریق کراچی کنونشن کے رکن تھے۔ جس نے راست اقدام کی قرارداد منظور کی۔ وہ سب فسادات اور ان کے نتائج کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے راست اقدام کی قرارداد منظور کی۔ وزیر اعظم کے نام الٹی میٹم کی توثیق کی اور راست اقدام پروگرام کے مختلف شعبوں کی پوری [illegible] علم کی

مجلسِ عمل

متعدد مذہبی جماعتوں اور تنظیموں کی ذمہ داری متعین کرنے سے پہلے ہم نے نیابتی ذمہ داری کے مسلمہ اصول اور اصیل و ایجنٹ کے تعلقات کے قانون کو پیش نظر رکھا ہے۔ کراچی کی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی طرف سے مقرر کردہ مجالس عمل اپنی متعلقہ تنظیموں کی نمائندہ اور ایجنٹ تھیں اور ہر وہ بات جس پر انہوں نے عمل کیا بشرطیکہ وہ بات مجلس کے اختیارات کی حدود میں کی گئی ہو اس کی ذمہ داری مجلس عمل پر عائد ہوتی ہے جب راست اقدام کی قرارداد منظور کر لی اور اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجلس عمل کے قیام سے کنونشن کے ارکان نے مجلس کو پورے اختیارات تفویض کر دیئے تھے کہ وہ ان ذرائع کا تعین کرے۔ جن سے اس قرارداد کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا تھا۔ اسلئے مجلس کے اقدامات اس کنونشن کے اقدامات تھے۔ جس نے مجلس قائم کی تھی۔ اسلئے جب تک کنونشن کے کسی رکن نے کھلے طور پر راست اقدام سے اپنی بے تعلقی کا اظہار نہ کیا ہو۔ وہ راست اقدام کے قدرتی عواقب کا اسی طرح ذمہ وار ہے۔ جس طرح خود مجلس ہے

پارلیمنٹ میں بجٹ پر عام بحث کے دوران میں اپنی تقریر میں خواجہ ناظم الدین نے اس بات کو ایک نمایاں حقیقت کی صورت میں پیش کیا تھا۔ کہ مختلف مذہبی جماعتوں سے وابستہ بعض ممتاز علماء نے گو وہ مجلس عمل کے رکن تھے اور وہ احمدیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرتے تھے راست اقدام کے پروگرام سے اپنی لاتعلقی ظاہر کی تھی۔ اور اگر اس حقیقت کو پوری طرح مشتہر کیا جاتا تو کچھ علماء اور مساجد کے امام تحریک میں حصہ نہ لیتے۔ ہمارے سامنے کوئی شہادت نہیں ہے کہ کسی تنظیم یا فرد نے جو کراچی یا لاہور کی کنونشن کا رکن تھا کھلے طور پر راست اقدام تحریک سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کیا ہو۔ اور پبلک طور پر لاتعلقی کے اعلان کی عدم موجودگی میں یہ بات خود کرنے سے ہرگز اہمیت نہیں رکھتی کہ آیا ان کنونشنوں کے ارکان میں کسی نے یہ کہا اور اس صورت میں کن علماء کو اس پروگرام عمل سے اختلاف تھا جس کو مجلس عمل نے طے کیا تھا۔ مجلس عمل ایک جماعت تھی۔ جس کو انہوں نے خود قائم کیا تھا۔ اور جس کے اعمال کے لئے وہ صرف قانونی طور پر ہی جوابدہ نہیں بلکہ انسانی اخلاق کے عام اصول کے مطابق بھی وہی جوابدہ ہیں۔

تعلیمات اسلامیہ بورڈ

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے سارے ارکان جو ایک سرکاری ادارہ ہے دل و جان سے راست اقدام کے کام میں شامل ہو گئے مولانا سلیمان ندوی صدر مولانا ظفر احمد عثمانی۔ سکرٹری مولانا محمد شفیع اور مولانا احتشام الحق ارکان راست اقدام اور ایک مجلس عمل کی تشکیل میں فریق تھے۔ مولانا احتشام الحق نہ صرف کنونشن کے کنوینر تھے۔ بلکہ مجلس عمل کے ایک رکن بھی تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب صاحبان نہ صرف سرکاری ملازم تھے بلکہ گرانقدر مشاہرے بھی پاتے تھے شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ علماء اپنی ایک علیحدہ دنیا میں رہتے ہیں اور اپنے معیار سے اشیاء کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن کسی نے ہمارے سامنے ایسا کوئی اصول متعین نہیں کیا جس کے تحت ایک شخص حکومت کی ملازمت میں بھی رہے سرکاری خزانہ سے گرانقدر تنخواہ بھی وصول کرے اور ایک ایسی تحریک میں بھی شامل ہو۔ جو اسی حکومت کے خلاف بغاوت سے کم نہ ہو۔ اگر یہ صاحبان قادیانی مسئلہ پر اتنے ہی مضطرب تھے۔ تو ایماندار لوگوں کی طرح انہیں اپنے ملازم رکھنے والے لوگوں کے خلاف راست اقدام میں شامل ہونے سے پہلے حکومت سے اپنے تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں تھے۔ ان میں سے کسی نے کھلے بندوں استعفے کا کبھی اعلان نہیں کیا۔ کہ راست اقدام کو ان کی تائید حاصل نہیں ہے۔ اور اس اقدام کے نام پر جو کچھ ہو رہا تھا۔ ان میں سے کسی نے بھی اس کی مذمت نہیں کی۔ ایسے اعلان کی عدم موجودگی میں وہ بھی فسادات کے اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ جتنے کنونشن کے دوسرے ارکان ہیں۔ (باقی آئندہ)

عازمین بیت اللہ شریف کے لئے ضروری ہدایات

کراچی ۲۳ اپریل۔ مغربی پاکستان کے جو لوگ بحری جہاز حج کے ذریعے امسال بیت اللہ شریف جانے کے متمنی ہیں۔ حکومت نے ان کی ہدایت کے لئے اعلان کیا ہے کہ ہر شخص کو اپنی درخواست حج بکنگ آفس کے نام براہ راست بھیجنی چاہیئے۔ اگر ایک سال سے کم عمر کا بچہ بھی کسی کے ہمراہ ہو تو اس کی درخواست بھی آنی چاہیئے۔

تمام درخواستیں ڈاک کے ذریعے ملنی چاہیئے کسی شخص کی دستی درخواست وصول نہیں کی جائیگی درخواستیں ۱۵ اپریل سے موصول کی جا رہی ہیں۔ جو درخواستیں پہلے ملیں گی ان کے لئے پہلے نشست مخصوص کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔ نشستیں صرف حج بکنگ آفس کی وساطت سے مخصوص کی جائیں گی۔ اگر کسی شخص نے کسی نجی آدمی کی وساطت سے نشست مخصوص کرنے کی کوشش کی تو اسکی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی۔ کیونکہ حج بکنگ آفس نے کسی نجی شخص کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ عاملہ خواتین یا جن خواتین کے ساتھ محرم نہ ہوں انہیں جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ایک سو روپیہ ڈرافٹ یا منی آرڈر کے ذریعے پہلے پہنچنا ضروری ہے۔ یہ رقم دستی وصول نہیں کی جائے گی۔ نہ ہی چیک کی شکل میں قبول کی جائے گی۔ ۱۶ سال یا اس سے زیادہ عمر کے لوگوں کو ۷۰۰ روپیہ زرمبادلہ حاصل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ۳ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے زرمبادلہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ کم از کم اخراجات کا اندازہ ایک ہزار روپیہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

اسی طرح زیر بحث پیشگوئی بھی اللہ تعالے سے علم پاکر اور اس کے حکم سے تھی۔ حضور کی یہ پیشگوئی جیسا کہ اوپر تفصیل سے عرض کیا جا چکا ہے۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پنجاب نہ آسکنے کے متعلق تھی اور آپ نے مختلف پیراؤں میں بار بار فرمایا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کا آنا اس کے لئے مقدر نہیں۔ لیکن برخلاف اسکے مہاراجہ دلیپ سنگھ نے یہ لکھا تھا۔ کہ:-

"میں اپنے ستگورو کے
حکم کے مطابق انگلینڈ
چھوڑ کر بھارت آؤنگا"

اور سکھ لٹریچر سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ پانچ سال تک مسلسل کوشش کرتے رہنے کے بعد مہاراجہ کو بھارت آنے کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور وہ انگلینڈ سے روانہ ہو کر عدن تک آئے۔ لیکن آگے نہ جا سکے۔ اور عدن سے ہی ان کو واپس یورپ جانا پڑا۔ اگر مہاراجہ دلیپ سنگھ روانگی سے پہلے انگلینڈ میں روک دیئے جاتے تو بھی حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کہ:-

"ہم نے صدہا ہندوؤں اور
مسلمانوں کو مختلف شہروں میں
بتلا دیا تھا۔ کہ اس شخص یعنی
الاصل سے مراد دلیپ سنگھ
ہے جس کی پنجاب آنے کی خبر
مشہور ہو رہی ہے۔ لیکن اس
ارادہ سکونت پنجاب میں وہ
ناکام رہے گا۔"

پوری ہو جاتی۔ بلکہ اگر وہ بھارت بھی آ جاتے صرف پنجاب میں ہی نہ آ پاتے۔ تو بھی پیشگوئی پوری ہو جانے کے خلاف لب کشائی کی کوئی گنجائش پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ پیشگوئی پوری ہونے کے لئے صرف اتنی ہی بات کی ضرورت تھی۔ کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ پنجاب نہ آسکیں ان کے نہ آسکنے پر بات ختم اور پیشگوئی پوری ہو جاتی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالے کو اس پیشگوئی کی بہت بڑی عظمت ظاہر کرنا۔ اور اس کے پورے ہونے میں کئی ایک حیرت انگیز کرشمہ ہائے قدرت دکھانا منظور تھا۔ اسلئے اس نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو پنجاب تو کیا عرض و طول بھارت کے کسی گوشہ کی سرزمین پر بھی قدم نہ رکھنے دیا۔ (باقی)